عرس مبارک 2007ء

حضور قلندر با باا ولیاء

خطباتِ خواجہ شِمسُ الدّین عظیمی

Audio Mp3

vol 160

Track 1

Time 16:36

جسم و جان کا رشتہ

... اعوذ با اللہ

...بسم اللہ

جناب ڈاکٹر عبد الرشید صاحب نے اپنی تقریر میں کافی وضاحت کے ساتھ بیان
کردیا ہے کہ وقار یوسف عظیمی صاحب کی یہ کاوش دراصل سلسلہ عظیمیہ
کی ایک تاریخ ہے۔ یہ سعادت وقار یوسف عظیمی کو اللہ تعالیٰ نے جو عطا کی ہے
وہ بلاشبہ میرے لئے اور آپ سب کے لئے اعزازکی ، خوشی کی اور سعادت کی
بات ہے۔ سلسلہ عظیمیہ نیا ایک سلسلہ ہے۔ اس کی بنیاد حضرت محمد پاک ﷺ
نے حضور قلندر بابا اولیا سے سن ساٹھ میں رکھوائی، اور اس سلسلے کو پھیلانے
کی اجازت دی۔ تو نیا سلسلہ ہونے کی وجہ سے ظاہر ہے اس کو پھیلانے کے لئے
اور اس کی اہمیت کو اجاگر کرنے کے لئے وہ تمام وسائل بروئے کار آئیں گے جن
وسائل سے سلاسل معروف ہوتے ہیں، مشہور ہوتے ہیں۔ اور ان کی اپنی ایک
تاریخی حیثیت ہوتی ہے۔ مثلاً نقشبندیہ سلسلہ حضرت ابو بکر صدیق کے نام سے
منسوب ہے۔ اسی طرح دوسرے سلاسل بڑے بڑے بزرگوں کے ناموں سے منسوب
ہیں، اور وہ بزرگ بجائے خود ایک تاریخ ہیں۔ مثلاً خواجہ غریب نواز ہیں۔ ان کا
جو نامِ نامی اسم گرامی ہے وہ اپنی ایک مکمل تاریخ رکھتی ہے۔ اسی طرح
سلسلۂ عظیمیہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے نوازا ہے اس کے لئے میں ڈاکٹر
عبد الرشید صاحب کو یونیورسٹی کے وائس چانسلر صاحب کو اور ان تمام اساتذہ
کو جنہوں نے وقار یوسف کی اس تحقیقی کتاب میں کسی بھی طرح معاونت کی
ہے۔ خراج تحسین پیش کرتا ہوں، اور ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جامعہ
عظیمیہ کو یہ سعادت حاصل ہوئی ۔ میں سمجھتا ہوں کہ جامعہ ...کراچی
یونیورسٹی نے آئندہ تصوف کے لئے ایک دروازہ کھول دیا ہے۔ اور انشاء اللہ وہ
وقت آئے گا کہ یونیورسٹیوں میں تصوف کے موضوع پہ باقاعدہ فیکلٹیز بنیں گی۔
یہ میری بات زبان سے نکلی ہے میں تو نہیں رہوں گا لیکن یہ ایسا ہوکر رہے
گا۔ ایسا ہوگا۔ یونیورسٹیز میں فیکلٹیزـ بنیں گی تصوف کے اوپر۔ اس سلسلے

میں میں ملتا یونیورسٹی کا بھی ذکر کروں گا۔ ملتان یونیورسٹی میں بھی بہت
بڑا کام ہوا۔ وہ یہ کہ میں ملتان سیرت کے موضوع پر تقریر کرنے کے لئے
حاضرہوا تھا۔ تو وہاں جناب غلام مصطفی صاحب جو اس وقت وہاں وائس
چانسلر تھے وہ بھی تشریف لے آئے۔ جامی صاحب بھی تشریف لے آئے ۔ دوسرے
اساتذہ بھی تشریف لائے۔ وہ سیرت کے اوپر میری معروضات سن کر مصطفی
صاحب متاثر ہوئے اور وہاں سے سلسلہ جنبانی ہوئی کہ تصوف کے موضوع پر
کوئی ایسی کتاب ہونی چاہئے کہ جس سے ماسٹر کے اسٹوڈنٹ استفادہ کرکے
تصوف کے بارے میں تحقیقی مقالہ لکھیں اور امتحان پاس کریں۔ وہ سلسلہ
شروع ہوا۔ اس میں کنور طارق صاحب نے بھی بڑا حصہ لیا۔ بہت ساری
مخالفتیں بھی ہوئیں چوٹ ووٹ کا بھی تذکرہ آیا۔ لیکن یہ دونوں صاحبان
چوہدری غلام مصطفی صاحب اور نورالدین صاحب ایسے دھن کے پکے نکلے کہ
انہوں نے کسی نہ کسی صورت سے مجھ جیسے کاہل الوجود آدمی سے کتاب
لکھوادی۔ میرا خیال ہے جامی صاحب پانچ چھ دفعہ تو آئے۔ اسی کا اعادہ اور
اسی کا تسلسل کراچی یونیورسٹی میں ڈاکٹر عبد الرشید صاحب سے ہوا۔
دیکھئے اندازہ ہوتے ہیں لوگوں کے۔ ملتان یونیورسٹی نے احسان و تصوف کتاب
چھاپی۔ ماسٹرز کے نصاب میں وہ شامل ہوئی۔ اب اس کے بعد کراچی
یونیورسٹی میں پھر ایک تحقیقی مقالہ لکھا گیا تصوف کے موضوع پر سلسلہ
عظیمیہ کے اوپر ۔ تو ابھی دو یونیورسٹیاں تو ہمارے سامنے آگئیں اور دونوں بڑی
قابل قدر یونیورسٹیاں ہیں۔ تو کہتے ہیں ہونہار بچے کے پالنے میں پیر نظر
آجاتےہیں۔ تو سلسلہ عظیمیہ ہونہار بچہ ہے۔ اس کے پالنے میں جو پیر ہے ...
جو مشن ہے ... اور انشاء اللہ جیسے جیسے وقت گزرتا رہے گا تاریخ میں اس کا
نام روشن ہوتا چلا جائے گا۔ اور کیوں نہ ہو؟ یہ سلسلہ سیدنا حضور علیہ
الصلوٰۃ والسلام کے حکم سے جاری ہوا ہے۔ اور اس سلسلے کے پیچھے جو تاریخ
ہے اور اس سلسلے کے پیچھے جو مقصد ہے وہ بھی بڑا روشن اور واضح ہے۔
حضور پاک ﷺ نے حضور قلندر بابا اولیائ کو حکم دیا کہ ایک کتاب لکھو...کتاب
لکھو۔ ایسی کتاب لکھو جو انسانی شعور کے ارتقاء کے مطابق ہو۔ اب سے دو
سو سال پہلے جو چیزیں کرامات کے زمرے میں آتی تھیں جو باتیں لوگ سن کر
حیران ہوتے تھے آج کے دور میں وہ کھلونے بن گئے ہیں۔ یعنی کسی مرشد نے آواز
دی اس نے وہاں سن لی اب تو آپ یہاں بیٹھ کر امریکہ میں آواز سنارہے ہیں
اب تو تار کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ ایک مرشد کو سات جگہ دیکھا گیا بڑے اللہ
والے تھے صاحب وہ ۔ اب تو ٹی وی پہ کروڑوں جگہ پہ ایک آدمی کو دیکھ لیتا
ہے۔ کیا مطلب ہوا؟ مطلب یہ ہوا کہ انسان کا شعور کھل گیا ہے۔ اس میں
اتنی وسعت پیدا ہوگئی ہے۔ اب وہ زمانہ نہیں رہا کہ دماغ بند ہوں چھوٹے ہوں۔
لکیر کے فقیر ہوں۔ لکیر کے فقیر کوئی نہیں بنتا۔ میں روم میں گیا اٹلی میں تو
وہاں اسی طرح کا ایک اجتماع تھا۔ تو وہاں تقریر ہورہی تھی ایک مولوی
صاحب کھڑے ہوئے انہوں نے کہا صاحب یہ آپ نے محمد رسول اللہ ﷺ کی کتاب جو

لکھی ہے اس میں آپ نے کہا ہے کہ پانچ نمازیں جو فرض ہوئی ہیں ...پچاس
تھیں اور پانچ یوں ہوگئیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام حضور پاک ﷺ کو کہا
پھر جاؤ ۔ پھر جاؤ۔ پھر جاؤ۔ تو آپ نے اس میں لکھا ہے کہ حضور پاک ﷺ مقام کے
اعتبار سے آٹھ نو مقام اللہ تعالیٰ نے ان کو بلندی عطا فرمائی ہے تو آپ نے لکھا ہے
کہ آٹھ نو مقام والا بندہ وہ کس طرح اس بات کو مان سکتا ہے کہ وہ بار بار
جائے اور آئے جائے اور آئے اور پھر یہ کہے بھئی مجھے تو اب شرم آتی ہے اللہ کے
پاس جانے سے۔ اور آپ نے اس کو اسرائیلیات کہا ہے۔ تو کیا آپ اپنے بزرگوں سے
زیادہ جانتے ہیں؟ تو میں نے کہا بھئی میں تو اپنے بزرگوں سے بہت زیادہ جانتا
ہوں بھئی! میرے بزرگوں کو تو ٹیلی فون کا پتہ ہی نہیں تھا۔ میرے بزرگ تو
لاسلکی نظام کو جانتے ہی نہیں تھے بھئی ۔ میرے بزرگوں کے زمانے میں تو ریل
بھی نہیں تھی۔ اور میں نے کہا مولوی صاحب! آپ کیا باتیں کر رہے ہیں آپ بھی
اپنے بزرگوں سے بہت زیادہ جانتے ہیں۔ آپ کے بزرگوں نے کبھی ٹی وی دیکھا تھا؟
شعور کھل گیا ہے۔ ارتقاء ہوگیا ہے۔

Expand

ہوگیا ہے دماغ۔ ابھی ہمارے ہاں مسجد میں ایک مولوی صاحب تقریر کر رہے
تھے وہ کہہ رہے تھے زلزلہ کیوں آتا ہے؟ خود ہی انہوں نے سوال کیا... زلزلہ
کیوں آتا ہے؟ وہ کہہ رہے تھے جی پانی ہے... پانی کے اوپر ایک تختہ ہے تختے کے
اوپر ایک بیل کھڑا ہے۔ بیل کے ایک سینگ پہ دنیا ہے۔ اور بیل کھڑے کھڑے تھک
جاتا ہے ۔ جب وہ تھکتا ہے تو ایک سینگ پہ جو دنیا رکھی ہے دوسرے پر لڑھکاتا
ہے تب زلزلہ آتا ہے۔ یہ یہاں وقارصاحب کا چھوٹا بچہ ...چھوٹا تھا یہ میرے پاس
بھاگا ہوا آیا ابا ابا ... دیکھو یہ کیا بکواس ہورہی ہے۔ آٹھ سال کا بچہ ۔ اور
ہمارے بزرگ اس بات کو حقیقت مانتے ہیں کہ پانی میں بیل کھڑا ہے دنیا لئے ۔
مساجدمیں، منبروں پہ وعظ ہوتا ہے بھئی۔ ذہن کھل گیا۔ حضور پاک ﷺ نے آرڈر
دیا، حکم دیاکہ علم دین کو جو فی الواقع تصوف ہے... علم دین تصوف ہی ہے۔
علم دین میں سے اگر آپ تصوف نکال دیں تو علم دین کی تشریح ممکن ہی نہیں
ہوتی۔ علم دین کا مطلب ہے آپ کو صراط مستقیم پر لے جا کرخدا رسیدہ
کردے۔ اور اگر دین آپ کو خدا رسیدہ نہیں کرتاتو اس کا مطلب ہے آپ اس دین
کو سمجھے ہی نہیں۔ دین القیم ...حنیفاً... وماکان من المشرکین۔ تو یہ آرڈر
ہوا کہ لوگوں کے ذہنوں کے مطابق، لوگوں کی صلاحیتوں کے مطابق دلیل سے
ثابت کرکے ایسی تعلیمات کو عام کرو جو بندے کو اللہ سے قریب کردے۔ قلندر بابا
اولیا نے لوح و قلم کتاب لکھی۔ مجھے یہ سعادت حاصل ہوئی کہ میں نے اس کو
لفظاً لفظاً لکھا۔ تو چونکہ یہ سلسلہ تجدیدی سلسلہ ہے۔ یہ سلسلہ موجودہ
دور کے مطابق سائنسی علوم سے مطابقت رکھتا ہے۔ ذہنی صلاحیتوں کے ساتھ
ساتھ چلتا ہے۔ تو بھائی جہاں تک دنیا ترقی کرے گی۔ سلسلہ عظیمیہ اس کے
ساتھ تعاون کرے گا۔ جہاں تک انسان کے دماغ روشن ہوں گے سلسلہ عظیمیہ

اس کے لئے مشعل ثابت ہوگا۔ اور ایک وقت ضرور ایسا آئے گا کہ انسان اس بات
کو محسوس کرلے گا کہ اگر انسانیت کی فلاح کہیں مضمر ہے تو وہ روحانی
علوم میں ہے۔ اور روحانی علوم ہمیں کہیں سے مل سکتے ہیں تو وہ قرآن پاک
ہے۔ الحمد ﷲ! میں دوسری طرف نکل گیا۔ میں بہت مشکور ہوں کراچی
یونیورسٹی کاکہ انہوں نے سلسلہ عظیمیہ کی تعلیمات کو فروغ دینے کے لئے میرے
بیٹے وقار یوسف عظیمی کے ساتھ تعاون کیا۔ انشاء اﷲ اس تعاون کا صلہ ان
اساتذہ کو ضرور عطا فرمائے گا۔ ڈاکٹر صاحب کا یونیورسٹی کا ، ملتان
یونیورسٹی کا، جامی صاحب کا ، چوہدی غلام مصطفی صاحب کا بھی میں اسی
طرح مشکور اور ممنون ہوں جس طرح ڈاکٹر عبدالرشید صاحب کا ممنوع ہوں۔
اﷲ تعالیٰ ان کے علم میں اضافہ فرمائے اور ان کے درجات بلند فرمائے۔ اور دینی
اور دنیاوی نعمتیں انہیں حاصل ہوں۔ آمین یا رب العالمین۔اختتام

★★★★★★★.